میاں بیوی کے رشتہ کی بنیاد اعتماد پر ہے

(فرمودہ ۲۰- جولائی ۱۹۳۷ء)

۲۰- جولائی ۱۹۳۷ء مولوی محمد اعظم صاحب بو تالوی مولوی فاضل کا نکاح چار سو روپیہ مہر پر مسماۃ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت پیر محمد عبداللہ صاحب قریشی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا۔ [1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

نکاح کے معاملہ میں شریعت نے تقویٰ اللہ پر زور دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح اعتبار پر مبنی ہوتا ہے۔ مرد عورت پر کلی اعتبار کرتا ہے اور عورت مرد پر کلی اعتبار کرتی ہے۔ ایک دوسرے کے اموال ایک دوسرے کے قبضے میں ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو آرام پہنچاتے ہیں اور اگر چاہیں تو ایک دوسرے کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ غرض دنیا کا صرف یہی ایک رشتہ ہے جو بے قانون کی حکومت کو چلا رہا ہے۔ اسلام میں اس بارہ میں قانون ہیں لیکن وہ قانون ابتدائی نیتوں کے متعلق ہیں یا پھر فسادات کے بارہ میں ہیں درمیانی عرصہ کے بارہ میں نہیں بلکہ رشتہ کا درمیانی عرصہ کامل اعتماد پر ہے۔

دنیا کے تمام کاموں میں شرطیں ہوتی ہیں ملازمت میں بھی بعض افسر اور ماتحت میں اور تعلیم میں بھی یعنی استاد اور شاگرد میں لیکن اس میں کوئی شرط نہیں ہوتی۔ نہ میاں کی طرف سے، نہ بیوی کی طرف سے، نہ اوقات کی پابندی ہوتی ہے نہ خدمات کی پابندی ہوتی ہے اور

اس طرح بے شرط طور پر یہ رشتہ محبت کا موجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر شرطوں سے اسے مقید کرو تو یہی رشتہ عذاب بن جائے۔ غرض چونکہ اس میں کوئی شرط نہیں ہوتی اور اس میں ایک دوسرے کو نقصان بھی پہنچایا جاسکتا ہے اس لئے شریعت نے تقویٰ پر زور دیا ہے کیونکہ یہ تعلقات بغیر اعتماد اور دل کی درستی کے نہیں چل سکتے۔

بالکل اسی طرح امام اور مأموم اور پیر اور مرید کا تعلق ہوتا ہے وہاں بھی شریعت نے کوئی حد بندی مقرر نہیں کی۔ جب تک اعتماد قائم ہے اس وقت تک یہ رشتہ بھی قائم ہے جب اعتماد نہ رہا تو یہ رشتہ بھی قائم نہیں رہتا۔ کئی جاہل اور احمق لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں خلیفہ کی ذات پر اعتراض ہے ہم جماعت میں نہیں رہ سکتے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ رشتہ بھی اعتماد پر مبنی ہے اگر اس اعتماد کو نکال لیا جائے تو بیعت نہیں رہ سکتی کیونکہ یہ ملازمت کا سوال نہیں کہ چھ گھنٹے کے بعد ملازم کا حق ہوتا ہے کہ وہ آرام کرے۔ کیا کوئی بیوی کہہ سکتی ہے کہ اب چونکہ اتنے گھنٹے وہ کام کرچکی ہے اس لئے اب بچوں کو جو رو رہے ہیں چپ کرانا خاوند کا کام ہے اس کے کام کا وقت گزر چکا ہے؟ تو اعتماد والا رشتہ وہی ہوتا ہے کہ جس میں نہ صبح کے وقت کی پابندی ہوتی ہے نہ شام کی اور نہ ہی کوئی حد بندی ہوتی ہے اسی طرح امام اور متبع، خلیفہ اور مبائع میں اعتماد کا رشتہ ہے جب تک اعتماد قائم ہے یہ تعلق بھی قائم ہے اگر اعتماد ٹوٹ جائے تو یہ کہنا کہ لفظی طور پر یہ رشتہ قائم ہے بالکل غلط ہے۔

شکوک انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر ان کو حد بندی کے اندر رکھنا یہ اپنے بس کی بات ہے۔ اگر کوئی حد بندی میں نہیں رکھ سکتا تو وہ اس تعلق سے نکل گیا اور اگر ان کو اپنے دل کے اندر ہی رکھتا ہے اور لوگوں میں ان کا یہ پروپیگنڈہ نہیں کرتا تو کسی کو کیا معلوم کہ اس کے دل کے اندر کیا شکوک ہیں۔ پس اس سے فتنہ نہیں پھیلے گا کیونکہ ان کا علم صرف خدا کو ہوگا جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کو کرے گا۔ لیکن جب وہ شخص دوسروں کو بتاتا ہے تو شک کی حدود سے نکل کر یہ پروپیگنڈا کی حد میں داخل ہو جاتا اور اس صورت میں یہ کہنا کہ میں بیعت پر قائم ہوں محض دھوکہ ہوتا ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کی میں نے بیعت کی ہے اس کو تھوڑا تھوڑا بدنام بھی کرتا ہوں۔ غرض ہر معقول سے معقول انسان ایسے شخص کو پاگل کہے گا خواہ وہ تھوڑا مخالفانہ پروپیگنڈہ کرے یا زیادہ۔ کہتے ہیں کسی ملا سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ اگر کسی کی تھوڑی سی ہوا خارج ہو جائے تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ اس نے کہا

ہاں۔ پھر اس شخص نے دوبارہ پوچھا کہ نہیں اگر ذرا سی ہوا خارج ہو جائے تو پھر بھی۔ اس نے کہا پھر بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر اس نے اپنی دونوں انگلیوں سے بتا کر کہا کہ اگر بالکل ذرا سی ہوا خارج ہو جائے تو کیا پھر بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس پر ملا نے جھلا کر کہا کہ تیرے جیسے کا تو اگر پاخانہ بھی نکل جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ پس جب شکوک اعتراض کے مقام پر پہنچ جائیں اور پھر کوئی شخص کہے کہ میں بیعت میں شامل ہوں تو یہ پرلے درجہ کی حماقت ہوگی۔ شک کے مقام تک تو انسان بیعت میں شامل رہ سکتا ہے لیکن جب اعتراض کے مقام پر پہنچ گیا تو پھر کوئی بیعت نہیں خواہ تھوڑے اعتراض ہوں یا زیادہ۔

انہی دن ایک شخص کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ وہ لوگوں میں اپنے بعض اعتراضات کا پروپیگنڈہ کرتا ہے جس کے لئے میں نے ایک کمیشن مقرر کیا۔ جب کمیشن نے اسے بیان دینے کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ چونکہ بیعت کے ذریعہ خلیفہ سے جو تعلق ہو جاتا ہے وہ ایک نازک تعلق ہے اس لئے میں کسی اور کے سامنے بیان دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ انہوں نے مجھے بتلایا کہ وہ شخص یوں کہتا ہے تو میں نے کہا اگر کوئی شخص خط کے ذریعہ بیعت کرے تو کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ میں نے بیعت خط کے ذریعہ کی ہے اس لئے خط کے ذریعہ سے ہی جواب دے سکتا ہوں۔ جب اس کے متعلق شکایت ہے کہ اس نے دوسرے لوگوں کے سامنے مخالفانہ باتیں کیں تو اگر واقعی وہ اس تعلق کو نازک سمجھتا تھا تو اسے میرے ہی سامنے باتیں بیان کرنی چاہئیں تھیں۔ اس صورت میں بے شک سمجھا جاسکتا تھا کہ اس نے اس تعلق کی نزاکت کا خیال رکھا لیکن جب خود اس نے اس رشتہ کو توڑ دیا ہے تو کیا اب میرے منتخب شدہ آدمیوں کے سامنے وہ بات نہیں کر سکتا۔ وہ اس کی حماقت تھی یا اس کے دماغ میں نقص تھا۔ بہرحال بیعت کا تعلق واقعی نازک ہوتا ہے لیکن جو اس کی نزاکت توڑتا ہے وہی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک دفعہ ایک شخص نے ذکر کیا کہ میرے دل میں شکوک پیدا ہوتے ہیں لیکن میں ان کو دبا لیتا ہوں پھر پیدا ہوتے ہیں تو پھر میں ان کو دبا لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو ایمان ہے۔ [۲]

پس شک کو دبا دینے کی صورت میں کوئی اعتراض نہیں۔ ظاہر کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کی اشاعت کرتا ہے، اور گویا وہ اسی درخت پر تبر چلاتا ہے جس کی حفاظت کی اس نے قسم کھائی تھی۔ جو شخص یہ کام کرے اور کہے کہ ابھی میرا ایمان باقی ہے وہ پاگل ہے۔ جیسے کوئی مالی

اپنے باغ کے درختوں کو ہی کاٹنا شروع کردے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہے کہ میری دیانت میں کوئی فرق نہیں آیا تو وہ پاگل سمجھا جائے گا کیونکہ پھر بددیانتی کس کا نام ہے؟

میاں بیوی کے رشتہ میں بھی یہی بات ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے میاں بیوی کو یہاں تک ہدایات دی ہیں کہ جب کوئی عورت اپنے میاں کی محبت کی گھڑیوں کی بات سہیلیوں سے کرتی ہو تو فرشتے اس پر لعنت ڈالتے ہیں۔ [۳] تو باوجود اس بات کے سچا ہونے کے پھر بھی فرشتے اس پر لعنتیں ڈالتے ہیں۔

غرض میاں بیوی کے تعلقات نہایت اہم ہوتے ہیں لیکن وہ شرائط کے ساتھ نہیں ہوا کرتے۔ لوگ عام طور پر شرطیں لگاتے ہیں کہ مہر کتنا ہوگا، جیب خرچ کتنا ہوگا، لیکن اس سے تعلقات درست طور پر نہیں رہتے اسی طرح بیعت میں بھی شرطیں نامناسب ہوتی ہیں اور اگر کوئی شرطیں کرے تو اس کی بیعت حقیقی بیعت نہیں کہلا سکتی۔

(الفضل ۲۸۔ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۴، ۵)

[۱] الفضل ۲۸۔ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۲

[۲]

[۳]